جناب محمد طفیل صاحب

پاکستان میں اسلامی تحقیق کے مسائل

عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اسلام ایک مکمل اور آخری دین ہے، اس میں تحقیق چہ معنی دارد؟ جب اس سوال کے مقتضیات پر غور کیا جائے تو اس کی تائید میں یہ آیت پڑھ دی جاتی ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم، واتممت علیکم نعمتی، ورضیت لکم الاسلام دینا۔

اے رسول! آج کے دن میں نے آپ کا دین مکمل کر دیا، آپ پر اپنی نعمت تمام کر دی اور میں آپ کے دینِ اسلام سے راضی ہوا۔

اور اس کی توثیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کی جاتی ہے، جس میں آپ نے فرمایا کہ:
میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک ان کو مضبوطی سے تھامے رکھوگے کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور وہ دونوں چیزیں قرآن اور میری سنت ہیں۔

چنانچہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دین اسلام مکمل ہے، قرآن و سنت جیسی عظیم چیزیں ہمارے پاس لفظ بلفظ بلا کم و کاست محفوظ ہیں، اس لیے اسلام پر تحقیق کرنے سے کیا مراد ہے؟ بلکہ بعض اوقات ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ کہیں "اسلامی تحقیق" کا منشا دین متین میں تحریف کے عمل کو داخل کرنا تو نہیں ہے؟

اس سوچ یا سوال سے دو چیزیں واضح طور پر ابھر کر سامنے آتی ہیں، ایک تو یہ کہ ایک سچا مسلمان اس حقیقت پر یقین محکم رکھتا ہے کہ اسلام ایک مکمل دین ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر ہماری مکمل رہنمائی کرتا ہے اور وہ ہدایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری طرح ہم تک پہنچا دی ہے۔ اور دوسری بات یہ واضح ہوتی ہے کہ اسلامی تاریخ کے طویل دورِ تقلید، اور حاشیہ نگاری کے زمانے میں بسنے والا مسلمان یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ دین صرف عقیدے کا نام ہے، عملی زندگی سے اس کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔

انسانی عقل و شعور ہمیشہ آگے بڑھتے رہتے ہیں؛ جیسے جیسے یہ آگے بڑھتے ہیں، مسائل حیات اور ضروریاتِ زندگی زیادہ ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ کوئی بھی ضابطۂ حیات یا اخلاقی و تمدنی قانون ہر حالات کی تغیر پذیری سے اس میں غور و فکر کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ ان عوامل کے حوالے سے جب اسلام میں تحقیق کی بات کی جاتی ہے تو اس سے مراد ہرگز یہ نہیں ہوتی کہ اسلام کی قطع و برید یا اس میں ترامیم و اضافے کا عمل جاری ہوگیا ہے، بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی اس طرح سے تشریح و تعبیر کی جائے کہ وہ مسائل جو عقلی بنیادوں پر ارتقائی مراحل میں پیچھے رہتے ہوئے دکھائی دیتے تھے، انھیں جدید اور عقلی تقاضوں کے مطابق پیش کر دیا جائے، اور اسی طرح اگر کوئی جدید مسئلہ پیدا ہوگیا ہے، جس کا حل پہلے سے موجود نہیں تو اسلام کے بنیادی احکام پر غور کر کے اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے، اور یہ امر بدیہی ہے کہ یہ عمل ہمیشہ سے ہے اور جب تک اس کرہ ارض پر زیست کے آثار باقی رہیں گے یہ عمل جاری رہے گا، اس لیے اسلامی مسائل کی تحقیق بھی ہمیشہ جاری رہنی چاہیے تاکہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ پیش آئندہ مسائل کا حل اسلام میں موجود ہے اور وہ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

اس گزارش کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی تحقیق کا موضوع ہمارا دینی سرمایہ ہے اور اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسے نوعِ انسانی کے لیے زیادہ سے زیادہ قابلِ فہم اور پھر زیادہ سے زیادہ قابلِ عمل بنایا جائے، کیونکہ علم و عمل کا منطقی ربط کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا، جبکہ اس سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور کا عقلی انسان مذہب سے بھی دیگر امورِ حیات کی طرح، نہ صرف یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ عقلی بنیادوں پر پورا اترے بلکہ وہ اس کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ مذہب کے ہر حکم کے پیچھے ایسے عقلی و منطقی دلائل ہوں، جنھیں وہ خود سمجھ کر مذہب پر عمل کرے، اور یہ بات تقلید کے ردعمل کے طور پر پیدا ہوئی ہے؛ جو میرے خیال میں بہتر مستقبل کی ضامن ہوگی۔

یہ علمی و دینی خدمت پاکستان میں بھی انجام دی جا رہی ہے۔ یہاں اسلامی موضوعات پر تحقیق کا کام سرکاری اور نجی دونوں شعبوں میں جاری ہے۔ سرکاری شعبہ میں ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلامی

نظریاتی کونسل، وزارت امور مذہبیہ کا شعبۂ تحقیق، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، صوبائی محکمہ اوقاف کے ادارے ۔ جیسے علما اکادمی، شعبہ تبلیغ اسلام ۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، جامعات میں اسلامی علوم اسلامی ثقافت، اسلامی تاریخ اور مشرقی زبانوں کے شعبے کام کرتے ہیں جبکہ بینکوں کے تحقیقی شعبوں میں جزوی طور پر اسلامی تحقیق پر کام ہو رہا ہے ۔ نجی شعبے میں بہت سے چھوٹے بڑے ادارے انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلامی امور میں تحقیق کر رہے ہیں، جن کا احاطہ اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں ۔ مزید برآں تھوڑی سی جستجو سے ایسے سینکڑوں افراد مل جائیں گے جو اپنی اپنی بساط کے مطابق اسلامی موضوعات پر کام کر رہے ہیں ۔ سرکاری، نیم سرکاری اور نجی اداروں اور افراد کو اتنی کثیر تعداد میں اسلامی موضوعات پر کام کرتے ہوئے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو اسلام سے گہرا لگاؤ ہے اور وہ اسلام پر کام کرنے کو ذریعۂ نجات خیال کرتے ہیں

اسلامی موضوعات پر ہونے والی تحقیق کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور پھر ان میں سے ہر ایک کی اپنی مشکلات اور اپنے مسائل ہیں ۔ جن پر غور کیا جانا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے ۔

ا ۔ معاون تحقیق ب ۔ اصلی تحقیق

معاون تحقیق : جیسا کہ اس کے نام سے عیاں ہے ایسی تحقیق ہوتی ہے کہ اس کے ذریعے سے ایسا مواد اور معلومات مہیا کر دی جائیں جو تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے ممد و معاون اور مددگار ثابت ہوں ۔ چنانچہ ترجمے کرنا، حاشیے لکھنا، اختصار کرنا، بعض کتابوں کے مشکل الفاظ کی لغت لکھنا، اشاریے بنانا، کسی کتاب کو نئی ترتیب دینا، مخطوطات، مطبوعات یا جرائد کے اشاریے بنانا، کسی بڑی کتاب کے ماخذ کی نشان دہی کرنا، حوالہ جاتی مواد کا جمع کرنا ۔ تاریخی جدولیں لکھنا ۔ شجرہ ہائے نسب کے نقشے تیار کرنا، کسی موضوع یا موضوعات پر فہرست کتب تیار کرنا، کسی ایک موضوع یا مسئلہ پر مختلف محققین اور مصنفین کی آرا و افکار کو ایک جگہ جمع کرنا، تاریخی واقعات کو سن وار یا ترتیب زمانی کے مطابق جمع کرنا ۔ الغرض اسی طرح کے جملہ امور جن میں انسانی محنت تو ضرور

صرف ہوتی ہے لیکن اس میں فکری اور ذہنی کاوشیں کم سے کم صرف کرنی پڑتی ہیں، معاون تحقیق کے ضمن میں آتے ہیں۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد چونکہ یہ ہوتا ہے کہ محقق کو تحقیقی مواد فراہم کیا جائے، اس لیے ہماری رائے میں (EDITING WORK) بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔

اس طرز تحقیق پر بات کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ امور ایسے ہیں جس کی وجہ سے دنیا کے دوسرے خطوں میں بسنے والے محققین کے کام زیادہ مفید ہوتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں بعض علمی کاموں کا معیار پست ہوتا ہے۔ چنانچہ ترجمہ کرنے کے کام ہی کو لیجیے۔ مختلف زبانوں میں ترجمے کرنے کے کچھ اصول اور تقاضے ہوتے ہیں۔ ہر زبان کا اپنا ایک مزاج ہے۔ مترجم کے لیے از بس ضروری ہے کہ وہ دونوں زبانوں کے تقاضوں اور رموز سے بخوبی واقف ہو، تاکہ ترجمہ کرتے وقت ایک زبان کی روح دوسری زبان میں پھونک سکے۔ اور اسی طرح جس موضوع پر کتاب کا ترجمہ کرنا مقصود ہو اس کی واقفیت بھی ضروری ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ایسا نہ کرنے سے ایک جیسی اصطلاحات کا صحیح ترجمہ نہیں ہو سکتا، جبکہ ہمارے بعض مترجمین ان امور کا کم ہی خیال رکھتے ہیں۔

حاشیہ نگاری ایک بہت ہی مفید کام ہے اور اس کے ذریعے سے ہر زمانے کی فکر اور ہر ذہن کی اُپج زیر نظر کتاب یا مضمون کے ساتھ شامل ہوتی رہتی ہے اور حاشیہ وہی شخص لکھ سکتا ہے جس کی فن پر گہری نظر ہو۔ لیکن ہمارے ہاں ہر شخص حاشیہ نگاری کا کام شروع کر دیتا ہے جس سے کوئی بھی معیار قائم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اشاریے تیار کرنے کے بھی کچھ لگے بندھے قواعد ہیں۔ ان میں اعلام، کتب، مقامات قبائل، آیاتِ قرآنی، احادیث نبوی اور مضامین وغیرہ کے اشاریے شامل ہونے چاہییں۔ ہمارے ہاں کسی کتاب میں اعلام کا اشاریہ پہلے ہوتا ہے، تو کسی دوسری کتاب میں کتب کا۔ اس کے لیے بھی ایک سے اصول مرتب ہونے چاہییں۔

معاون تحقیق میں ایک اور بہت ہی اہم کام ایڈیٹنگ کا ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے سے غیر مطبوعہ کتب کو صاف کر کے اور ان پر ضروری اضافے کر کے طبع کیا جاتا ہے۔ ایسے کام کے لیے بہت سے نسخوں کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ تاکہ مقابلہ اور موازنہ کر کے متن کی صحیح عبارت کا تعین کیا جا سکے۔ ہمارے

ہاں اس بات کا زیادہ خیال نہیں رکھا جاتا، ہمیں معلوم ہے کہ بعض کتب صرف ایک ہی نسخہ سے "ایڈٹ" ہو کر طبع ہوئیں تو ان کا معیار پست تھا مستشرقین اور عرب محققین کسی بھی نسخہ کو "ایڈٹ" کرتے وقت دنیا میں معلوم اور قابل حصول تمام نسخوں کو اکٹھا کر کے کام کرتے ہیں جس سے کام کی افادیت بڑھ جاتی ہے اور زیر تحقیق نسخہ کا صحیح ترین متن سامنے آجاتا ہے

اصلی تحقیق — اسلامی تعلیمات کی علمی توجیہ، تشریح، تفسیر، توضیح کرنا اور انھیں اپنے دور کے ذہن اور ضرورت کے مطابق بنانے کا نام اصلی اسلامی تحقیق ہے۔ یہ تحقیق اپنی معاون تحقیق سے بدرجہا اہم اور اعلیٰ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق اسلام کے معنی یا اس کی روح سے ہوتا ہے۔ یہ تحقیق اسلام کی عقلی اور علمی بنیادوں کے خلاف ہر دور کے چیلنج کا جواب دیتی ہے۔ اس لیے وہ ایک طرف تو غلط فلسفیانہ افکار کا بلاواسطہ یا بالواسطہ ابطال کرتی ہے اور دوسری طرف اسلام کی صداقت حقانیت اور ابدیت کو ثابت کرتی ہے اور صحیح تصورات کے ذریعے سے اسلامی افکار و اعتقادات کی مدافعت کرتی ہے۔ ایسا کام محقق کے لیے بہت ہی مشکل ہوتا ہے، اس لیے اسے اپنا کام پوری ذمہ داری سے کرنا چاہیے، کیونکہ اس کی ذرا سی لغزش سے بعض اوقات مسلمان کے دین و دنیا دونوں غارت ہو سکتے ہیں۔

اسلام پر تحقیق ہر شخص نہیں کر سکتا ہے بلکہ اسلام پر تحقیقی کام کرنے کے لیے ضروری ہے کہ محقق کی قرآن و سنت پر فاضلانہ نظر ہو۔ اسلامی تاریخ اور ہر دور کے فکری، عقلی اور علمی علوم اور تحریکات سے آگاہ ہو۔ مزید برآں اسلامی تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ دورِ حاضر کے غلط نظریات اور معتقدات نے اسلام کو جو چیلنج دے رکھا ہے، اس کا تسلی بخش جواب دیا جائے۔ لہٰذا محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ جدید فلسفیانہ تصورات، جدید فلسفیانہ طرز استدلال میں بھی مہارت رکھتا ہو اور سائنسی علوم جیسے حیاتیات طبعیات، بشریات اور نفسیات وغیرہ سے بھی آگاہ ہو، اور ان سے بڑھ کر یہ کہ وہ عقیدۃً اور عملاً پکا مسلمان ہو۔ اسلامی روح اس کی نس نس میں رچی بسی ہو۔ تاکہ وہ ہر مسئلے کا حل اسلامی روح کے مطابق تجویز کر سکے۔ ہم نے اس میدان میں تحقیق کرنے والے کے لیے خالص اور مخلص مسلمان ہونے کی قید کا اس لیے اضافہ

کیا ہے، کہ یہ اہم اور مجتہدانہ کام کوئی غیر مسلم یا مستشرق انجام نہیں دے سکتا اور اگر کوئی غیر مسلم اعلیٰ اسلامی تحقیق پر کام کر کے کوئی نتیجہ اخذ کرے تو اسے تسلیم کرنے یا قانونی حیثیت دینے کے ہم بالکل پابند نہیں ہوتے۔ اور اگر مستشرق کوئی مفید بات بھی کہتا ہے تو اس کی کڑی جانچ پڑتال کیے بغیر اسے قبول نہیں کر سکتے۔

پاکستان میں اسلامی امور پر تحقیق کا کام جاری ہے۔ انفرادی اور اجتماعی، سرکاری اور نجی ہر طرح کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ قدیم طرز کے علما بھی اور جدید دور کے اہل علم بھی کام کر رہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً بعض بلند پایہ کتابیں یا اعلیٰ مسائل کا حل ہمارے سامنے آتا رہتا ہے، لیکن اس طریق تحقیق کو بھی بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ ہم سطور ذیل میں کوشش کریں گے کہ ان مسائل کا مختصر تذکرہ کر سکیں۔

۱- ہمارے ہاں تحقیق کو جو بڑا مسئلہ درپیش ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں نصب العین کا تعین عموماً نہیں ہوتا۔ اگرچہ ہر شخص اسلام کو جدید ذہن تک پہنچانے کے نصب العین کا مدعی ہوتا ہے۔ لیکن یہ کبھی بھی متعین نہیں ہوا کہ جدید ذہن کیا ہے؟ اس کے پیدا کردہ مسائل کون کون سے ہیں؟ اور پھر ان میں ترجیح کن امور کو حاصل ہے؟ اس لیے یہ نصب العین ہماری رائے میں مبہم اور غیر تسلی بخش ہے۔ مزید برآں کوئی ایک فرد جدید پیدا شدہ مسائل سے صحیح معنوں میں کلیتہً متعارف نہیں کرا سکتا۔ ان کا حل سوچنا، ان پر تحقیق کرنا تو بعد کی بات ہے، اس لیے ہماری رائے میں ایسا کرنے کے لیے ہمیں ایک ادارے کی ضرورت پڑے گی جو جدید اور پیش آئند مسائل کی نشاندہی کرے۔

۲- دوسرا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ تحقیقی کام کی جملہ مشکلات کے باوجود جو لوگ اس میدان میں کام کرنا چاہتے ہیں، انھیں صحیح رہنمائی نہیں ملتی، نہ ہی انھیں ایسے افراد ملتے ہیں جو جدید تکنیک کے مطابق تحقیق کر سکیں اور نہ ہی تحقیقی ضرورت کا مواد اور حوالہ جاتی کتابیں میسر آتی ہیں۔ ہمارے ہاں امریکہ اور یورپ جیسے ماہرین فن ابھی تک پیدا نہیں ہوئے جبکہ نقالی میں ہم پرانے طرز کے ہمہ پہلو علما سے محروم رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ساری نسل قدیم و جدید دونو طرح کی رہنمائی سے محروم ہو گئی ہے۔

۳- ایک اور بات جو اس تعلق سے کہی جا سکتی ہے، وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ایسا کوئی ادارہ نہیں

ہے جو اسلام پر تحقیق کرنے والوں کی باضابطہ تربیت کرے اور انھیں تحقیق کی تکنیک اور طریق کار سکھائے، پاکستانی جامعات میں ایم اے اور ڈاکٹریٹ کے مقالے لکھتے وقت رسمی رہنمائی دی جاتی ہے لیکن وہ اس قدر ناکافی ہوتی ہے کہ اس سے طالب علم کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں پہنچتا، اور نہ ہی وہ تحقیق کی جدید تکنیک سے واقف ہوتا ہے۔

۴۔ چوتھی بات اس ضمن میں یہ ہے کہ ہمارے ہاں اندرون اور بیرونِ ملک اسلام پر کام کرنے والے اداروں یا افراد میں کوئی ربط نہیں ہے۔ جس کا بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کے کیے ہوئے کام اور وہاں موجود سہولتوں سے واقفیت نہیں ہوتی۔ اس لیے ایک ہی کام کئی جگہ کیا جاتا ہے اور بعض تحقیقی منصوبے افراد اور مواد کی کمی کی وجہ سے کم درجے کے یا ادھورے رہ جاتے ہیں۔

۵۔ ایک اور اہم بات ہمارے ہاں املا کی ہے۔ آپ اردو میں لکھیں یا انگریزی میں، آپ کو اس میں بہت سی دشواریاں پیش آئیں گی۔ فرض کیا آپ انگریزی میں اسلام پر تحقیق کرنا چاہتے ہیں تو آپ عربی نام اور اصطلاحات یقیناً انگریزی میں لکھیں گے۔ ایسے موقع پر آپ کو TRANSITERATION کی ضرورت درپیش ہوگی۔ اس میں بہت اختلاف ہے، مثلاً آپ نے "فکر و نظر" لکھنا ہے، تو درمیانی واؤ کو کوئی AW سے ظاہر کرتا ہے تو کوئی AJ سے اور کوئی صرف O سے، اس لیے ایک ایسے ضابطے کی ضرورت ہے جس کے تحت ایک معیاری (TRANS-LITERATION) وجود میں آجائے۔ اور پھر سارے محقق اسی کا اتباع کریں، اسی طرح اردو املا کے بھی بے شمار مسائل ہیں۔ مثلاً لفظ املا کو ہی لیجیے، کوئی اس کے آخر میں ہمزہ لکھتا ہے تو کوئی نہیں لکھتا، اس لیے ایک واضح لائحہ عمل مرتب کرنے کی ضرورت ہے، ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب نے اس سلسلے میں کچھ اصول مرتب کیے ہیں، انھیں مزید جانچ پرکھ کر اس بارے میں معیاری بنایا جاسکتا ہے۔ یہی مشکل حوالہ دیتے وقت بھی پیش آتی ہے۔ بعض محقق کتاب کا نام پہلے لکھتے ہیں، تو بعض لوگ مصنف کا۔ اسی طرح صفحہ، ایڈیشن، مطبع اور سنِ طباعت لکھنے کے اصول بھی ہونے چاہییں۔

۶۔ ان تمام مشکلات اور مراحل سے گزر کر جب تحقیقی کام کسی بھی سطح یا معیار کے مطابق تیار ہوجاتا ہے تو اس کی طباعت کا کٹھن مرحلہ آتا ہے۔ ہمارے ہاں کتابیں علمی بنیادوں پر نہیں بلکہ تجارتی نقطہ نظر سے

چھاپی جاتی ہیں چنانچہ ہمارے علم میں درجنوں ایسے کام ہیں، جو عرصہ سے طباعت کے انتظار میں پڑے ہیں۔ مزید برآں ہمارے ہاں کچھ عرصہ سے ایک اور وبا پھیلی ہے کہ مصنف اور ناشر باہمی اشتراک سے کتابیں چھاپیں اس میں مصنف منہ دیکھتا رہ جاتا ہے اور ناشر سب کچھ ہڑپ کر جاتا ہے، اس کا حل یہ ہے کہ اسلام کے موضوعات پر کام کرنے والوں کے لیے ایک طباعتی ادارہ قائم کیا جائے، جو تجارتی بنیادوں پر نہیں بلکہ علمی سطح پر کام کرے اور اس پر کسی شخص یا جماعت کی اجارہ داری نہ ہو۔ بلکہ وہ ہر بامقصد اور معیاری کام کو چھاپے اور منظر عام پر لائے۔

۷۔ طباعت کے صبر آزما اور کٹھن مرحلہ سے گزر جب کوئی تحقیق منظر عام پر آتی ہے، تو پھر حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے مصنف کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اور پھر ہر شخص اپنے محدود نظریات کے مطابق اس پر تنقید کرتا ہے۔ نتیجۃً رجعت پسندی اور ترقی پسندی میں کش مکش ہوتی ہے۔ ہماری رائے میں اس مشکل کا حل یہ ہے کہ علمائے قدیم و جدید پر مشتمل ایک مجلس مشاورت قائم کی جائے، جو چھپنے سے پہلے تحقیقی کاموں کا جائزہ لے اور ان کی حیثیت متعین کرے اور ان کا فیصلہ آخری ہو تاکہ اس کش مکش سے بچا جا سکے۔

۸۔ ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی تحقیق کرنے والے افراد، جو اپنی زندگیاں اس کام کے لیے وقف کرتے ہیں، ہمیشہ مالی مشکلات کا شکار رہتے ہیں، اور جب وہ ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں تو خود اور جب فوت ہو جاتے ہیں تو ان کے لواحق مالی مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات نوبت فاقوں تک آجاتی ہے۔ کوئی ایسا ادارہ ہونا چاہیے جو بوقتِ ضرورت ایسے افراد کی مالی مدد کرے اور ظاہر ہے کہ ایسا حکومت ہی کر سکتی ہے۔ کیونکہ نجی اداروں اور افراد کے وسائل محدود ہوتے ہیں جبکہ حکومت کے پاس بہت سے ذرائع ہوتے ہیں۔

یہ تمام مشکلات کوئی ایک فرد حل نہیں کر سکتا۔ اس لیے ہماری رائے میں ایک اعلیٰ اختیاراتی ادارہ قائم کرنا چاہیے جو اسلامی تحقیق کے جملہ مسائل اور خاص کر نوجوان محققین کی تربیت اور مالی اعانت نیز تحقیقی کاموں کی طباعت کا خاطر خواہ بندوبست کرے۔